کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

خطبۃ الانوار

خطباء و واعظین کے لیے جمعۃ المبارک کا بیان

عنوان

گھر سے دعوت تک: خاتونِ اول حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نصرتِ دین

تاریخ
27 فروری 2026ء
۰۹ رمضان المبارک ۱۴۴۷ھ

سلسلہ نمبر
0210

پیش کش
تنظیم فضلاء انوار العلوم ملتان

مرکزی دفتر: جامعہ اسلامیہ عربیہ انوار العلوم ٹی بلاک نیو ملتان
0304-0306-0314
6123162
061-6560699

اَلْحَمْدُلِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَاتَمِ الْاَنْبِیَآءِوَالْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّابَعْدُ!فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ.بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى(المائدہ:2)

حضرت **خَدِیْجَہ بِنْتِ خُوَیْلِد** رضی اللہ عنہا مکہ کی ایک معزز اور باوقار خاتون تھیں۔ آپ کا قریش کے معزز اور مالدار خاندان سے تعلق تھا۔ آپ باعزت اور اعلیٰ نسب رکھتی تھیں۔ لوگ آپ کو طاہرہ کہتے تھے۔ کیونکہ آپ پاکیزہ سیرت اور بلند کردار کی مالکہ تھیں۔ آپ تجارت کیا کرتی تھیں اور اسی سلسلے میں آپ نے حضور خاتم الانبیاء صلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اپنے مال کے ساتھ تجارت کے لیے بھیجا۔ آپ نے حضور صلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی دیانت، سچائی، امانت داری دیکھی۔ محنت اور حسن اخلاق دیکھا۔ یہی وہ صفات تھیں جنہوں نے آپ کے دل کو متاثر کیا۔ پھر آپ نے نکاح کا پیغام بھیجا اور حضور خاتم الانبیاء صلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنے خاندان کے بزرگوں کے مشورے سے اس رشتے کو قبول فرمالیا۔

جب حضور صلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اعلانِ نبوت اسلام کا آغاز ہوا تو سب سے پہلے ایمان لانے والی شخصیت حضرت خدیجہ رضی اللّٰہ عنہا تھیں۔ یوں آپ کو پہلی ام المؤمنین ہونے کا شرف ملا۔ پچیس سال تک آپ حضور خاتم الانبیاء صلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی رفیقہ حیات رہیں۔ ہر مشکل میں ساتھ دیا۔ ہر تکلیف میں سہارا بنی رہیں۔ حضور خاتم الانبیاء صلی اللّٰہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی تمام اولاد آپ ہی سے ہوئی۔ سوائے حضرت ابراہیم رضی اللّٰہ عنہ کے جو حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللّٰہ عنہا سے تھے۔ ہجرت سے تین سال پہلے۔ دس رمضان، سنہ دس نبوی میں آپ کا وصال ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر چونسٹھ سال تھی۔ آج ہم اسی نسبت سے یہ موضوع لے کر حاضر

ہوئے ہیں۔ **گھر سے دعوت تک: خاتون اول حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نصرتِ دین۔** آیئے دیکھتے ہیں ایک گھر کیسے دین کی بنیاد مضبوط کر سکتا ہے۔

محترم حضرات! آپ کا سلسلہ نسب کچھ اس طرح ہے: خدیجہ بنت خُویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب۔ آپ رضی اللہ عنہا کا نسب چوتھی پشت میں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ مل جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کا تعلق قبیلہ قریش کی شاخ "بنواسد" سے تھا"بنواسد" اپنی شرافت، ایمانداری اور کاروباری معاملات کی وجہ سے لوگوں کی نگاہوں میں قابل عزت و محترم تھا۔

اسلام کی خاتونِ اول، ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا بچپن ہی سے نہایت نیک اور باوقار تھیں۔ آپ کا مزاج نرم، اخلاق بلند تھا۔ رحم دل تھیں۔ غریبوں کی مدد کرتی تھیں۔ اسلام سے پہلے کے زمانے میں لوگ آپ کی حیاء اور پاکیزگی کی وجہ سے "طاہرہ" کہتے تھے۔ یعنی ایسی عورت جو پاک دامن اور اچھے کردار والی ہو۔ مالدار گھرانے میں پرورش پانے کی وجہ سے دولت و ثروت بھی خوب تھی، علاوہ ازیں حسنِ صورت اور حسنِ سیرت میں بھی اپنی ہم عصر خواتین میں ممتاز تھیں، آپ رضی اللہ عنہا انتہائی دانا اور سمجھدار خاتون تھیں۔

خدیجہ کے والد محترم خویلد بن اسد[1] اعلیٰ درجے کے تاجر تھے، جب بڑھاپے کی دہلیز تک پہنچے تو انہوں نے اپنا سارا کاروبار اپنی بیٹی خدیجہ کے سپرد کر دیا۔ آپ حجازِ مقدس میں سب سے زیادہ

---

[1] خویلد بن اسد: حضور ﷺ کے پہلے سسر ہیں، آپ کا شمار قریش کے معزز اور دولت مند افراد میں ہوتا ہے۔ آپ غیرت مند، حیاء دار اور بااخلاق انسان تھے۔ آپ بت پرستی سے سخت متنفر تھے اور ایک خدا کو ماننے والے تھے۔ عام الفیل کے بیس برس بعد ہونے والی جنگ فجار میں قتل ہو گئے تھے۔ جناب خویلد بن اسد ان لوگوں میں شامل تھے جو بت پرستی سے شدید نفرت کرتے تھے۔ ایک روایت بیان کی جاتی ہے کہ حضرت خدیجہ الکبری قریب البلوغ تھیں کہ ایک دن والد ماجد کے ساتھ باہر نکلیں۔ جب دونوں باپ بیٹی ایک جگہ پہنچے تو خویلد نے چند لوگوں کو دیکھ کر منہ چھپالیا یا اپنا رخ تبدیل کر لیا۔ حضرت خدیجہ نے پوچھا ابا جان! کیا بات ہے؟ آپ نے کیوں چہرہ پھیر لیا ہے؟ خویلد نے کہا بیٹی وہ دیکھ رہی ہو نا! نادان لوگ بتوں کو پوج رہے ہیں اور نیم برہنہ ہو کر پتھر کی بے جان مورتیوں سے حاجت طلب کر رہے ہیں۔ بیٹی یہ رسمیں واہیات اور گمراہ کن ہیں اور میں ان سے سخت بیزار ہوں۔ حضرت خدیجہ نے دریافت کیا جب یہ بت بے فائدہ اور ان کی پوجا پاٹ سے کچھ حاصل نہیں ہوتا تو

مالدار خاتون شمار ہوتی تھیں، آپ کی تجارت کا سامان عرب سے باہر ملکِ شام اور یمن میں سال میں دو مرتبہ جاتا تھا۔

آپ رضی اللہ عنہا کے طرز عمل سے خواتین کو سبق ملتا ہے کہ عورت کاروبار کرنا بھی چاہے تو اسے اپنی چادر چاردیواری کی حدود نہیں پھلانگنی چاہییں۔

جب آپ کے کانوں تک حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی امانت وصداقت کا چرچا پہنچا تو آپ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے سامان تجارت لیکر ملکِ شام جانے کی درخواست کی جسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے قبول فرمالیا۔اس دوران حضرت خدیجہ نے اپنے غلام میسرہ کو خصوصی ہدایت کی کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے کسی معاملے میں دخل اندازی نہ کرے۔[1] حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم مال تجارت لے کر شام سے واپس آئے، تو اس سال کا نفع گزشتہ سال کے نفع سے بہت زیادہ تھا۔غلام میسرہ نے قافلہ تجارت کی ساری روداد سنائی، خدیجہ، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے انداز تجارت، اخلاق اور سچائی سے بہت زیادہ متاثر ہوئیں۔آپ نے اپنی سہیلی "نفیسہ" کے ذریعے شادی کا پیغام بھیجا، جس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اپنے خاندان کے بزرگوں کے مشورے سے قبول فرمایا۔شادی کی تاریخ مقرر ہو گئی، حضرت خدیجہ کے والد اگرچہ وفات پا چکے تھے، تاہم آپ کے بزرگوں میں آپ کے چچا "عَمرو بن اسد" زندہ تھے۔[2]

ہمارے قبائل کے لوگ ان کی پرستش کیوں کرتے ہیں ؟۔جناب خویلد بن اسد نے جواب دیا جان پدر ! یہ لوگ جاہل، کم عقل اور رذیل ہیں۔یہ معبود حقیقی کی اصلیت اور معرفت پانے سے معذور ہیں، ان کے دماغ پر تاریکی چھائی ہوئی ہے اور یہ مشرک لوگ ایک ایسی ضلالت میں مبتلا ہیں جو انسانی شعور کو تباہ کر دیتی ہے۔حضرت خدیجہ نے جب اپنے والد ماجد سے یہ باتیں سنیں تو وہ بھی بتوں کی مشرکانہ رسموں سے متنفر ہو گئیں۔

1 اپنے ماتحت کام کرنے والے افراد کی تربیت کرنی چاہیے جیسا کہ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے غلام میسرہ کو آداب سفر سکھلائے اور معاملات میں دخل اندازی سے منع کیا۔

2 عرب میں عورتوں کو شادی بیاہ کے متعلق خود گفتگو کرنے کی آزادی تھی۔اگر کسی عورت کے والدین فوت ہو جائیں تو وہ اپنے معاملات میں گھر کے بڑوں پر اعتماد کرے جس طرح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کیا۔

تاریخ معین پر جناب ابو طالب، حمزہ بن عبد المطلب اور تمام رؤسائے خاندان، خدیجہ کے مکان پر آئے، حضرت خدیجہ نے بھی اپنے خاندان کے بزرگوں کو جمع کیا، جناب ابو طالب نے خطبہ نکاح پڑھا، دوران خطبہ آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے بہت سے فضائل و مناقب بیان کیے اور نکاح منعقد ہو گیا اور خدیجہ طاہرہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی پہلی زوجہ ہونے کے شرف سے ممتاز ہوئیں، اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پچیس سال کے اور جناب خدیجہ کی عمر چالیس برس تھی۔

حضرت خدیجہ کے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اپنا رفیقِ حیات منتخب کرنے کی وجہ:

محترم حضرات! انسان کی پسند کی شادی میں کئی وجوہات ہوتی ہیں۔ حضرت خدیجہ کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو پسند کی کیا وجوہات تھیں؟ حضرت سیدہ خدیجہ کی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے گفتگو ملاحظہ فرمائیں جو "دلائل النبوۃ" میں درج ذیل الفاظ میں موجود ہے:

رَغِبْتُ فِيْكَ لِقَرَابَتِكَ مِنِّىْ وَشَرَفِكَ فِىْ قَوْمِكَ وَوَسِيْطَتِكَ فِيْهِمْ وَأَمَانَتِكَ عِنْدَهُمْ وَحُسْنِ خُلُقِكَ وَصِدْقِ حَدِيْثِكَ(دلائل النبوة للبیهقی:67)

میں نے آپ کو قرابت داری، خاندانی شرافت، اعتدال پسندی، امانت داری، حسن اخلاق اور زبان کی سچائی کی وجہ سے اپنے لیے منتخب کیا۔

حضرت خدیجہ کی خدمت:

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر وحی کی ابتداء رویائے صادقہ سے ہوئی آپ جو کچھ خواب میں دیکھتے تھے سپیدۂ صبح کی طرح نمودار ہو جاتا تھا، اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم خلوت گزیں ہو گئے، چنانچہ کھانے پینے کا سامان لے کر غارِ حراء تشریف لے جاتے اور وہاں عبادت کرتے۔ جب (خُرونُوش کا) سامان ختم ہو جاتا تو پھر

خدیجہ کے پاس تشریف لاتے اور پھر واپس جا کے مراقبہ میں مصروف ہوتے۔۔۔۔(جب پہلی وحی لے کر حضرت جبریل امین آئے تو اس کے بعد) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم گھر تشریف لائے تو جلالِ الٰہی سے لبریز تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے خدیجہ سے کہا مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ، مجھ کو کپڑا اوڑھاؤ، آپ کو کپڑا اوڑھایا گیا، پھر خدیجہ سے تمام واقعہ بیان کیا اس پر خدیجہ نے عرض کی آپ متردد نہ ہوں، خدا آپ کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑے گا، **کیونکہ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں، بے کسوں اور فقیروں کے معاون رہتے ہیں، مہمان نوازی اور مصائب میں حق کی حمایت کرتے ہیں**۔ پھر خدیجہ آپ کو اپنے چچازاد بھائی "ورقہ بن نوفل کے پاس لے گئیں جو مذہباً نصرانی تھا عبرانی زبان جانتا تھا اور عبرانی زبان میں انجیل لکھا کرتا تھا، اب وہ بوڑھا اور نابینا ہو گیا تھا۔ خدیجہ نے (نوفل سے) کہا اپنے بھتیجے (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کی بات سنو، بولے **اِبْنُ الْاَخ** آپ نے کیا دیکھا؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے واقعہ کی کیفیت بیان کی تو (ورقہ بن نوفل نے) کہا یہ وہی ناموس (فرشتہ) ہے جو موسیٰ پر اترا تھا۔ کاش مجھ میں اس وقت قوت ہوتی اور میں زندہ رہتا جب آپ کی قوم آپ کو شہر بدر کرے گی، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے پوچھا کیا یہ لوگ مجھے نکال دیں گے؟ ورقہ نے جواب دیا ہاں جو کچھ آپ پر نازل ہوا جب کسی پر نازل ہوتا ہے، تو دنیا اس کی دشمن ہو جاتی ہے اور اگر اس وقت تک میں زندہ رہا تو تمہاری مدد کروں گا۔ اس کے بعد ورقہ کا بہت جلد انتقال ہو گیا۔(صحیح بخاری،2-3:1)

اسلام کی خاتونِ اوّل ہونے کا اعزاز:

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نزول وحی کے ابتدائی ایام میں جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کو اپنے چچازاد بھائی "ورقہ بن نوفل" کے پاس لے گئیں، تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے غارِ حراء میں جبریل اور نزول وحی کی سرگزشت سن کر پختہ یقین کے ساتھ آپ صلی

اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے نبی ہونے کی بات کہی، تو حضرت خدیجہ نے فوراًاسلام قبول کر لیا۔ پوری امت میں سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سب سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے نبی ہونے کی تصدیق کرنے والی ہیں۔ اس طرح آپ رضی اللہ عنہا اسلام کی "خاتون اول" ہوئیں۔

بت پرستی سے بیزاری:

اہل مکہ بت پرستی کے شرک میں مبتلا تھے، لیکن جاہلیت کے اس دور میں گنتی کے چند نفوس ایسے بھی تھے جن کو فطری طور پر بت پرستی سے نفرت تھی، ان میں ایک ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی تھیں۔

شِعْبِ ابی طالب میں تین سالہ محصوری:

مشرکین مکہ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی دعوت اسلام کو روکنے کے لئے ہر طرح کے ہتھکنڈے استعمال کیے۔ یہاں تک کہ انہوں نے آپ کا اور آپ کے خاندان بنو ہاشم کے ان تمام لوگوں کا بھی جنہوں نے اگرچہ آپ کی دعوت اسلام کو قبول نہیں کیا تھا لیکن نسبی اور قرابتی تعلق کی وجہ سے آپ کی کسی درجہ میں حمایت کرتے تھے، سوشل بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کیا اور آپ کے وہ قریبی رشتہ دار بھی "شعب ابی طالب" میں محصور کر دیے گئے، کھانے پینے اور بنیادی ضروریات سے محروم کر دیا گیا اور یہ بائیکاٹ تین سال کے عرصہ تک محیط رہا، یہاں تک کہ ان لوگوں کو کبھی کبھی درختوں کے پتے کھا کر گزارہ کرنا پڑا۔ ایام محصوری کے اس تین سالہ دور میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ہمراہ رہیں۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے جب ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی، اس کے بعد تقریباً 25 سال تک آپ رضی اللہ عنہا زندہ رہیں، اس پورے عرصہ میں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے کوئی دوسرا نکاح نہیں فرمایا، یہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے محبت کا اظہار تھا۔

وفات:

ام المومنین سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی جانثار، اطاعت گزار اور وفاشعار بیوی بن کر خدمت کی اور ہجرت سے 3 برس قبل 64 سال کی عمر پاکر تقریباً ماہ رمضان المبارک کی 10 تاریخ کو مکہ معظمہ میں وفات پاگئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے حجون (موجودہ جنت المعلیٰ) میں آپ رضی اللہ عنہا کو اپنے ہاتھوں سے قبر مبارک میں اتارا۔[1]

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا ہر دور کی خواتین کے لئے رول ماڈل:

اول محسنہ اسلام، معاونہ کار نبوت، پیکر ذہانت، خوگر وفا، جملہ خواتینِ امت سے افضل، طیبہ طاہرہ، معاملہ فہم، مدبرہ، سیدۃ القریش، ملیکۃ العرب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سیرت میں بحیثیت بیوی بہت نمایاں اور قابل تقلید پہلو ہیں ان میں سے چند ذکر کیے دیتے ہیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی شخصیت ہر دور کی خواتین کے لئے بحیثیت بیوی ایک مثالی کردار کی حیثیت رکھتی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی زوجیت میں آنے سے پہلے ہی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا طاہرہ کہلاتی تھیں۔ مکہ کی امیر ترین متمدن خاتون، ان کا شمار اشراف زادیوں میں ہوتا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم سے نکاح سے پہلے ہی عفت، حیاء، نیک نفسی اور اعلیٰ ظرفی آپ کی شخصیت کے نمایاں اوصاف تھے۔ انہیں اوصافِ حمیدہ کی وجہ سے اللہ

[1] چونکہ اس وقت تک نماز جنازہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا، اس لئے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی۔

تعالیٰ نے آپ رضی اللہ عنہا کو صادق و امین محبوب کی رفاقت عطا فرمائی۔

آپ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر کی ضروریات کی تکمیل کے لیے ہمہ وقت متوجہ رہتیں۔ وہ ایسی شریکۂ حیات تھیں جو جان و مال حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر نچھاور کرتیں۔ ہر لمحہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی مدد اور دل جوئی اور خدمت کے لیے تیار رہتیں۔ آپ سورہ مائدہ کی

آیت **وَتَعَاوَنُوۡا عَلَى الۡبِرِّ وَالتَّقۡوٰى**(المائدہ:2)

اور تم نیکی اور پرہیز گاری (کے کاموں) میں باہم ایک دوسرے کی مدد کرتے رہو(البیان)

کا مصداق رہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کئی کئی دن تک غارِ حراء میں جا کر عبادت کرتے تو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا وہیں جا کر کھانا پہنچاتی تھیں۔

محترم حضرات! رمضان المبارک کا مہینہ ہے اس میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سیرت پر عمل کرتے ہوئے ہماری گھر کی خواتین سحری وافطاری کا سامان تیار کرتی ہیں اور گھر والے روزہ رکھتے ہیں۔ یقیناً انہیں روزہ رکھنے والوں کے برابر ثواب دیا جائے گا۔ احادیث ملاحظہ فرمائیں: مسند احمد بن حنبل کی حدیث ہے: جسے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَإِنَّ اللهَ وَ مَلَآئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى الْمُتَسَحِّرِيْنَ(مسنداحمد بن حنبل 12:3)

اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے، سحری کرنے والوں پر صلوٰۃ بھیجتے ہیں۔

جامع ترمذی کی حدیث ہے:

قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:مَنْ فَطَّرَ صَائِمًا كَانَ لَهٗ مِثْلُ أَجْرِهٖ،غَيْرَ أَنَّهٗ لَا يَنْقُصُ مِنْ أَجْرِ الصَّائِمِ شَيْئًا(جامع ترمذی :807)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے کسی روزہ دار کو افطار کرایا، تو اسے بھی اس کے برابر اجر ملے گا، سوائے اس کے کہ اس نے روزہ دار کے ثواب میں کوئی کمی نہیں کی ہے۔

محترم حضرات: یہ عظیم اعمال صرف مردوں تک محدود نہیں۔ گھر کی خواتین بھی سحری اور افطاری تیار کرکے بڑی خدمت کرتی ہیں۔ ان کا یہ عمل عبادت کا حصہ ہے۔ گھر والوں کے لیے راحت کا سبب ہے اور اللہ کے ہاں اجر کا ذریعہ ہے۔ ہمیں چاہیے گھر کی خواتین کی محنت کا احترام کریں۔ ان کا شکریہ ادا کریں اور رمضان میں مل کر نیکی کے ماحول کو مضبوط بنائیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو پروردگار عالم اور جبریل کی طرف سے سلام:

بخاری شریف کی حدیث ہے: جس میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو ان کی زندگی میں اللہ تعالیٰ اور جبریل امین کی طرف سے سلام کے ساتھ جنت کی بشارت دی گئی: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: **أَتَى جِبْرِيْلُ النَّبِيَّ ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، هٰذِهِ خَدِيْجَةُ قَد أَتَتْ مَعَهَا إِنَاءٌ فِيْهِ إِدَامٌ أَوْ طَعَامٌ أَوْ شَرَابٌ، فَإِذَا هِيَ أَتَتْكَ فَاقْرَأْ عَلَيْهَا السَّلَامَ مِنْ رَّبِّهَا وَمِنِّيْ وَ بَشِّرْهَا بِبَيْتٍ فِي الْجَنَّةِ مِنْ قَصَبٍ، لَا صَخَبَ فِيْهِ وَلَا نَصَبَ** (صحیح بخاری، 3/1389، الرقم: 3609)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی بارگاہ میں حضرت جبریل علیہ السلام آکر عرض گزار ہوئے: یارسول اللہ! یہ خدیجہ ہیں جو ایک برتن لے کر آرہی ہیں جس میں سالن اور کھانے پینے کی چیزیں ہیں، جب یہ آپ کے پاس آئیں تو انہیں ان کے رب کا اور میرا سلام کہیے اور انہیں جنت میں موتیوں کے محل کی بشارت دے دیجئے، جس میں نہ کوئی شور ہوگا اور نہ کوئی تکلیف ہوگی۔ (1)

1 شارح بخاری علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا: جبریل کی یہ آمد اس وقت ہوئی تھی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم غار حراء میں تھے۔ معلوم ہوا کہ یہ واقعہ غار حراء میں حضرت جبریل کی پہلی آمد کے بعد کا ہے۔

اس سلام کا جواب حضرت خدیجہ نے بھی دیا سنن نسائی کی حدیث ہے: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: **جَاءَ جِبْرِيْلُ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ وَ عِنْدَهُ خَدِيْجَةُ قَالَ: إِنَّ اللهَ يُقْرِءُ خَدِيْجَةَ السَّلَامَ فَقَالَتْ: إِنَّ اللهَ هُوَ السَّلَامُ وَ عَلٰى جِبْرِيْلَ السَّلَامُ وَ عَلَيْكَ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهٗ**(سنن نسائی، 6/101، الرقم:10206)

حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس آئے درآنحالیکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا بھی اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے پاس موجود تھیں۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا: بیشک اللہ تعالیٰ حضرت خدیجہ پر سلام بھیجتا ہے اس پر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: بیشک اللہ تعالیٰ ہی "سلام" ہے اور جبریل علیہ السلام پر سلامتی ہو اور آپ پر بھی سلامتی ہو اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکات ہوں۔

محترم حضرات! مکہ کی سب سے زیادہ دولت مند اور بوڑھی خاتون ہونے کے باوجود، کھانے پینے کا سامان گھر پر تیار کر کے مکہ سے تین میل پیدل سفر کر کے غار حراء کی بلندی تک چڑھ کر اپنے شوہر کو کھانا دینا کتنا دشوار ہوتا ہوگا؟۔ اس سے وہ لوگ بخوبی واقف ہیں جن کو حج یا عمرہ کی سعادت نصیب ہوئی اور وہ غارِ حراء کی زیارت بھی کر چکے ہیں۔ چونکہ اپنے شوہر کی خدمت کا یہ عمل خلوصِ دل سے تھا یہی وجہ ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو پروردگار عالم اور جبریل امین کے سلام پہنچتے ہیں۔ اس سے آج کی عورتوں کو درسِ ہدایت لینا چاہیے۔

اولاد کی تربیت:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بعثت سے کچھ عرصہ قبل غارِ حراء میں تشریف لے جاتے اور کئی کئی دن وہاں رہ کر عبادت کیا کرتے تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے کبھی شکایت نہ کی، بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی عدم موجودگی میں اپنے بچوں کی نگرانی اور تربیت میں

سرگرداں رہتیں۔ آپ کی بہترین تربیت کا نتیجہ تھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو جنت کی سردار ہونے کا شرف، دنیا میں ہی حاصل ہو گیا۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا انتہائی شرم و حیا والی تھیں۔ انھوں نے بھی اپنی والدہ محترمہ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے انتہائی سادگی سے اپنے شوہر، خیبر شکن حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے ساتھ ایک مثالی زندگی گزاری۔

آپ رضی اللہ عنہا شِعب ابی طالب کے تین سال معاشرتی بائیکاٹ میں ہر لمحہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے ساتھ رہیں۔ ناز و نعم میں پلنے اور انتہائی دولت مند ہونے کے باوجود فاقہ کشی پر کبھی بھی حرف شکایت زبان پر نہ لائیں، سخت ترین حالات میں بھی آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ساتھ چھوڑنے کا کبھی سوچا بھی نہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم پر سب سے پہلے حضرت خدیجہ ایمان لائیں۔ ایمان لانے کے بعد آپ کے مشن میں دل و جان سے اور پرزور انداز سے شامل رہیں اور خواتین میں تبلیغ شروع کر دی۔ آپ رضی اللہ عنہا ہی کی کوششوں سے ام فضل، اسماء بنت ابی بکر، فاطمہ بنت خطاب، اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہن ایمان لائیں۔

مالی خدمت کا واقعہ:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کی بعثت کے کچھ عرصہ قبل کا واقعہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم ایک دفعہ مکہ سے باہر تشریف لے گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے دیکھا کہ پہاڑوں کی وادیوں میں ایک قافلہ پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے۔ انتہائی مفلوک الحال، بھوک پیاس کی وجہ سے ان کے جسم سوکھ کر کانٹا ہو چکے تھے۔ جسم پر کپڑے تک نہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ان لوگوں کی حالت دیکھی تو بہت غمگین ہوئے۔ گھر تشریف لائے اور چادر

اوڑھ کر لیٹ گئے۔ جناب خدیجہ نے حالت دریافت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے اس قبیلے کا حال کہہ سنایا اور فرمایا: "میرے پاس اتنا مال نہیں ہے کہ میں ان کی مدد کروں" یہ سن کر حضرت خدیجہ نے کہا: "جائیے ذرا جا کر مکہ کے فلاں اور فلاں سرداروں کو بلا لائیے۔" آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم نے ایسا ہی کیا چنانچہ، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے واپس گھر آنے تک ،حضرت خدیجہ نے گھر میں اشرفیوں کا ڈھیر لگا دیا اور حضرت خدیجہ نے ان سرداران قریش کو مخاطب کر کے فرمایا کہ "آپ سب لوگ گواہ ہو جاؤ کہ میں نے یہ ساری دولت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم) کو دے دی ہے،وہ جیسے چاہیں اسے خرچ کریں۔

یہ واقعہ ہمیں سکھاتا ہے کہ اصل محبت اور سچی رفاقت کیا ہوتی ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جب سردارانِ قریش کے سامنے اعلان کیا کہ میری ساری دولت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کے اختیار میں ہے تو یہ صرف مالی تعاون نہیں تھا، بلکہ مکمل اعتماد اور قربانی کا اعلان تھا۔ ہمیں بھی اپنے گھروں میں اعتماد، ایثار اور دین کی خدمت کا یہی جذبہ پیدا کرنا ہوگا۔

خلاصہ کلام: محترم حضرات: آج ہم سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یاد کر رہے ہیں۔ وہ خاتون جنہوں نے دین کے ابتدائی اور سب سے سخت دور میں حضور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ساتھ دیا۔ جب مکہ میں مخالفت تھی۔ جب طعنے تھے۔ جب راستوں میں کانٹے بچھائے جاتے تھے۔ تو ایک گھر ایسا بھی تھا، جہاں سکون تھا، جہاں حوصلہ تھا، جہاں یقین تھا۔ وہ گھر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا تھا۔ سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم کا ساتھ صرف دل سے نہیں دیا۔ اپنا مال پیش کیا۔ اپنی عزت پیش کی۔ اپنی پوری زندگی پیش کر دی۔ سوچیے اگر آغاز میں یہ مضبوط سہارا نہ ہوتا تو حالات کتنے سخت ہو سکتے تھے۔ یہ ہمیں سکھاتا ہے کہ دین کی بقا صرف میدان میں نہیں ہوتی۔ وہ گھروں سے شروع ہوتی ہے۔ تاریخ میں ایک اور منظر بھی ہے۔ فروری کے

مہینے میں اندلس کا شہر غرناطہ مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل گیا۔ آٹھ سو سال کی حکومت ختم ہو گئی۔ کیوں؟جب اتحاد کمزور ہو جائے۔جب دین سے تعلق کمزور ہو جائے۔جب دنیا دل پر غالب آ جائے۔تو بڑی سے بڑی سلطنت بھی باقی نہیں رہتی۔ایک طرف سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا کا گھر ہے، جس کی وفا نے اسلام کی بنیاد کو مضبوط کیا اور ایک طرف اندلس ہے جہاں کمزوری نے اقتدار کو ختم کر دیا۔یہ دونوں واقعات ہمیں آئینہ دکھاتے ہیں۔اگر ہم اپنے گھروں کو ایمان، قربانی اور اخلاص سے مضبوط کریں تو اللہ برکت دیتا ہے۔اور اگر ہم غفلت اختیار کریں تو تاریخ اپنا فیصلہ سنا دیتی ہے۔

محترم حضرات! ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے گھروں میں امہات المومنین کی سیرت کی کتب رکھیں اور اپنی گھر کی خواتین (بیوی، بیٹی اور بہو) کو ان کی سیرت پڑھنے کی ترغیب دیں، ہماری گھر کی خواتین کی رول ماڈل امہات المومنین رضی اللہ عنہن ہونی چاہیں، اسی میں ہماری آنے والی نسل کی دین و دنیا کی بقاء ہے۔اللہ تعالیٰ ہمارے مسلم معاشرے کی خواتین کو امہات المومنین رضی اللہ عنہن جیسا طرز زندگی گزارنے کی توفیق دے۔ آمین ثم آمین